نام کتاب : معاشی مسائل اور قرآنی تعلیمات
مرتبین : اوصاف احمد، عبدالعظیم اصلاحی
صفحات : ۲۵۶
ناشر : ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، شبلی باغ، علی گڑھ، یوپی ۲۰۲۰۰۲
قیمت : ۱۶۰ (ہندوستانی روپے)
سن اشاعت : ۲۰۱۱ء
تبصرہ نگار : پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر منصوری☆

اسلامی معاشیات پر گزشتہ تین، چار دہائیوں میں غیر معمولی علمی و تحقیقی کام ہوا ہے۔ عالم اسلام اور مغربی دنیا کے کئی مفکرین اور اہل قلم نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ اسلامی ترقیاتی بینک (IDB) کے تحقیقی ادارے (ارتی) اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ادارہ اقتصاد اسلامی کی کاوشیں اس ضمن میں خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان اداروں نے اسلامی معاشیات کو ایک علمی مضمون(Scholarly Discipline) کے طور پر متعارف کرایا ہے اور اس کے خدوخال متعین کیے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ علما اور اسلامی معاشیات کے ماہرین کی دلچسپی گزشتہ ایک دہائی میں اقتصادیات سے ہٹ کر اسلامی مالیات اور بینکاری پر مرکوز ہوگئی ہے جس سے اسلامی معاشیات پس منظر میں چلی گئی ہے۔ اسلامی بینکاری کے ناقدین کا خیال ہے کہ معاصر اسلامی مالیات اسلامی معاشیات اور اس کے اصولوں سے ہٹ گئی ہے۔ چنانچہ اس امر کی ضرورت ہے کہ اسلامی معاشیات کو اس کے قرآنی اصولوں پر نئے سرے سے استوار کیا جائے، اور اسلامی بینکاری اور مالیات کو اسلامی معاشیات کے تابع کیا جائے۔

ادارہ علوم القرآن کی شائع کردہ کتاب ''معاشی مسائل اور قرآنی تعلیمات'' اس لحاظ سے ایک قابل تحسین کاوش ہے کہ اس کے ذریعے اسلامی معاشیات کو ایک نئی توجہ حاصل ہوئی ہے۔ ''معاشی مسائل اور قرآنی تعلیمات'' ادارہ علوم القرآن کے زیر اہتمام ایک سیمینار میں پیش کردہ منتخب مقالات کا مجموعہ ہے۔ کتاب میں نو مقالات شامل کیے گئے ہیں جو عالم اسلام کے جید علماء اور ممتاز ماہرین اقتصاد نے تحریر کیے ہیں۔

ان کے موضوعات یہ ہیں:

☆ ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IRI, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

☆ قرآنی معاشیات پر ادبیات کا ایک مختصر جائزہ

☆ قرآنی نظام معیشت کی بعض خصوصیات

☆ قرآن کی چند معاشی تعلیمات اور معاشرے سے ان کا ربط

☆ فساد فی الارض کا مالی اور معاشی پہلو قرآن مجید کی روشنی میں

☆ قرآنی معاشرہ، معیشت اور تجارت کا ایک مختصر خاکہ

☆ اسلام میں ربا کی تحریم: مختلف جہات کا تنقیدی جائزہ

☆ قرآن کریم میں افزائش دولت کا تصور، ایک جائزہ

☆ اسلامی نظام وراثت میں عورت کا مقام

☆ نظام المیراث فی القرآن

''قرآنی معاشیات ادبیات کا ایک مختصر جائزہ'' میں جناب عبدالعظیم اصلاحی نے قرآنی معاشیات پر لکھی جانے والی اردو، انگریزی اور عربی زبان کی کتب کا جائزہ پیش کیا ہے۔ اس مطالعے کے لیے انہوں نے آٹھ کتب کو منتخب کیا ہے۔ یہ کتب مصنف کے خیال میں اس موضوع پر لکھی گئی نمائندہ کتابیں ہیں۔

امر واقع یہ ہے کہ ان میں سے کئی کتابیں بہت ہی ابتدائی سطح کی ہیں۔ ان میں کوئی ٹھوس علمی کام نظر نہیں آتا۔ اسلامی معاشیات پر گزشتہ چار دہائیوں میں عربی زبان میں جو غیر معمولی کام ہوا ہے، اس کی طرف مصنف نے کوئی توجہ نہیں دی۔ ان کتب کو لائق اعتنا نہ سمجھنے کی وجہ بظاہر یہ محسوس ہوتی ہے کہ ان کے عنوان میں ''قرآنی معاشیات'' کا نام نہیں آیا جبکہ یہ کتابیں اسلامی معاشیات کی کتابیں ہیں۔ قرآنی معاشیات اور اسلامی معاشیات میں کیا فرق ہے؟ مصنف نے اپنے منہج مطالعہ میں اس کی کہیں وضاحت نہیں کی، مجموعی طور پر یہ مقالہ اچھا تاثر نہیں چھوڑتا۔

''قرآنی نظام معیشت کی بعض خصوصیات'' میں مقالہ نگار نسیم ظہیر اصلاحی نے قرآن کے پیش کردہ نظام معیشت کے اہم خصائص پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ قرآنی نظام معیشت کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف پر مبنی ہے اور وہ پوری انسانی برادری کے حقوق و مفادات کے تحفظ کا ضامن ہے۔

مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی نے اپنے مقالے ''قرآن کی چند معاشی تعلیمات اور معاشرے سے ان کا ربط سورہ بقرۃ کی آیات کے حوالے سے'' میں سورہ بقرۃ کی ان آیات کا مطالعہ کیا ہے جن کا موضوع بحث معاشی

مسائل ہیں۔ ان میں زکاۃ، انفاق، قصاص و دیت، وصیت، یتیموں کے ساتھ سلوک، مہر، نان نفقہ، سود کی حرمت جیسے امور شامل ہیں۔ مولانا محمد عمر اسلم نے معاشرے اور معیشت پر رشوت، سود اور قمار کے منفی اثرات کا بھی جائزہ لیا ہے۔

ڈاکٹر محی الدین غازی نے اپنے مقالے ''فساد فی الارض کا معاشی پہلو: قرآن مجید کی روشنی میں'' میں یہ واضح کیا ہے کہ فساد فی الارض کا اطلاق گو کہ زمین پر ہونے والے تمام جرائم پر ہوتا ہے تاہم اس میں بطور خاص غیر اخلاقی معاشی رویے شامل ہیں جو دنیا میں فساد کا باعث بنتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ سابقہ کئی قوموں پر خدا کا عذاب ان کے مالی فساد کی وجہ سے آیا۔ مصنف کی نگاہ میں چوری، ڈاکہ زنی، حرام خوری، قدرتی وسائل کی بربادی فساد فی الارض کی شکلیں ہیں۔ عہد حاضر میں آزاد معیشت اور آزاد سرمایہ کاری کے نام پر طاقتور قوموں کی طرف سے غریب اقوام پر جو معاشی استعماریت مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے یہ بھی فساد فی الارض کی ایک شکل ہے۔ مصنف نے خوشحالی سے پیدا ہونے والی خرابیوں کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ان کا نتیجۂ تحقیق یہ ہے کہ اگر دنیا میں معاشی مسائل کی منصفانہ تقسیم ہوجائے اور لوگ ایک دوسرے کے حصے کی حرمت کا خیال رکھیں تو فساد فی الارض کا ایک بڑا دروازہ بند ہوسکتا ہے۔

جناب شاہ محمد وسیم صاحب نے ''قرآنی معاشرہ، معیشت اور تجارت: ایک مختصر خاکہ'' کے عنوان کے تحت اسلام کے عادلانہ معاشی نظام کے خدوحال کے واضح کیے ہیں۔ اس نظام معیشت کی اہم خصوصیت اس کا مبنی بر عدل ہوتا ہے۔ مصنف کی نگاہ میں سودی نظام ایک استحصالی نظام ہے، جس سے دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہوجاتی ہے اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے کام نہیں آتی۔ فاضل مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق سود کا متبادل مضاربت کا نظام ہے کیونکہ اس میں سرمایہ معطل نہیں رہتا بلکہ گردش میں رہتا ہے اور معاشرے کی معاشی فلاح و بہبود کے کام آتا ہے۔

کتاب کا ایک بہت معیاری مقالہ ''اسلام میں ربا کی تحریم۔ مختلف جہات کا تنقیدی جائزہ'' ہے۔ مقالہ نگار محمد یٰسین مظہر صدیقی نے ربا کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے۔ وہ یہ بتاتے ہیں کہ سود نہ صرف اسلام بلکہ تمام سابقہ شریعتوں میں ایک سنگین گناہ اور جرم تھا۔ مسلم معاشرے کے لیے یہ مسئلہ کتنا اہم تھا اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تو اس میں ایک شرط یہ رکھی کہ نجران کے عیسائی سودی کاروبار نہیں کریں گے اور اس کی خلاف ورزی کی صورت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے معاہدہ منسوخ تصور کیا جائے گا اور وہ مسلمانوں کے لیے

محارب بن جائیں گے اور ان سے جنگ کی جاسکے گی۔ پروفیسر مظہر صدیقی صاحب نے عہد جاہلی میں ربا کی مختلف صورتوں کا بھی جائزہ لیا ہے۔

سورہ بقرۃ کی آیات ربا کے زمانہ نزول پر مصنف نے تفصیل سے بحث کی ہے۔ ان کی تحقیق یہ ہے کہ تمام آیات تحریم ربا مدنی دور کے اولین نصف سے قبل اتر چکی تھیں۔ انہوں نے بعض مفسرین کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا کہ سورہ بقرۃ کچھ آیات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانے کی ہیں۔

مصنف کے خیال میں اسلام نے تحریم ربا کے سلسلے میں حرمت خمر میں روا رکھا جانے والا تدریج کا اسلوب اختیار نہیں کیا کیونکہ سود اول روز سے ہی حرام تھا۔ وہ یہ بتاتے ہیں کہ ۶۱۰ء میں اپنی نبوت کے آغاز سے رسول اکرم ﷺ نے سود و ربا کی حرمت سے اہل ایمان کو واقف کرا دیا تھا۔ مجموعی طور پر ایک معیاری مقالہ ہے۔

جناب رضی الاسلام ندوی نے اپنے مقالے بعنوان ''اسلامی نظام وراثت میں عورت کا حصہ'' میں اسلامی قانون وراثت میں مرد کے مقابلے میں عورت کا حصہ کم رکھنے کے حوالے سے اعتراضات کا جائزہ لیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کے لیے دلائل دیے ہیں کہ اسے جن چند حالتوں میں مرد سے کم ملتا ہے ان کی مخصوص حکمت ہے اور وہ عدل و انصاف پر مبنی ہے۔

مقالہ نگار کے مطابق دیگر مذاہب اور تہذیبوں میں تو عورت سرے سے اپنے جائز حق وراثت سے محروم ہی رہی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورتوں کو سماج میں مردوں کے مساوی حیثیت دی اور وراثت کا حقدار ٹھہرایا۔ مقالہ کے بنیادی نکات مصری سکالر ڈاکٹر صلاح الدین سلطان کے عربی کتابچے میراث المرأۃ و قضیۃ المساواۃ (دار نہضۃ، مصر، قاہرہ ۱۹۹۹، اردو ترجمہ بعنوان عورت کا حق میراث شریعت اسلامی کی روشنی میں: از نور الحق رحمانی، قاضی پبلشرز، نئی دہلی ۲۰۰۵) سے مأخوذ لگتے ہیں جس کا مقالہ نگار نے حواشی کے آخر میں حوالہ بھی دیا ہے۔ مقالہ نگار نے مثالوں سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اسلامی نظام وراثت میں عورت کا حصہ مختلف حالتوں میں مرد سے زیادہ بھی ہے اس کے برابر بھی اور اس سے کم بھی۔ مقالہ میں اصحاب الفروض اور عصبات کی کچھ تفصیل بھی دی گئی ہے۔ آخر میں اس بات کے حق میں دلیل دی گئی ہے کہ عورت کا حصہ کم ہونے کا سبب نظام معاشرت میں اس کی مخصوص پوزیشن ہے اور مرد اور عورت کے حصوں میں تفاوت کی بنیاد جنس پر نہیں ہے۔

کتاب کا آخری مقالہ بعنوان ''نظام المیراث فی القرآن'' عربی میں ہے اور مقالہ نگار محمد عنایت اللہ

اسد سبحانی ہیں۔ مقالے کے آغاز میں آیات مواریث (سورہ نساء آیات ۱۱-۱۴) دی گئی ہیں اور بحث کا آغاز کلالہ کا معنی متعین کرنے پر تحقیق کرنے سے کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے بقول کلالہ کی تفصیل میں ٹھوکر کھانے کی وجہ سے کلالہ کا مفہوم متعین کرنے میں ایسے اقوال و آثار پر انحصار کیا ہے جو اسناد ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتماد ہیں۔ مفسرین کو چاہیے تھا کہ وہ اس معاملے میں آثار و اقوال یا کسی اور چیز کی طرف رجوع کرنے کی بجائے خود کتاب اللہ سے رجوع کرتے بلکہ ان کے بقول ایک حدیث میں کلالہ کے معنی کی وضاحت بھی ملتی ہے جس پر غور وفکر کی بجائے لوگ آثار و مرویات پر ٹوٹ پڑے اور ان کی استنادی حیثیت کا تیقن نہیں کیا۔

مقالہ نگار نے صحابہؓ کے آثار کا روایت و درایت کے لحاظ سے جائزہ لیا ہے اور ان کی تضعیف کرکے ساقط الاعتبار قرار دیا ہے۔ میراث کے جو مسائل ائمہ وفقہا کے مابین اجماعی حیثیت کے حامل ہیں، مقالہ نگار نے بزعم خویش قرآنی آیات پر براہ راست غور وفکر کرکے ان کے بارے میں بالکل انوکھی آرا دی ہیں یا شاذ آرا کو اختیار کیا ہے۔ اجماعی رائے سے انحراف کے لیے مضبوط دلائل کی ضرورت ہے اور شاید ایسے قوی اور محکم دلائل کی بنیاد پر ہی اجماع امت سے ہٹ کر کوئی دوسری اختیار کرنے کی گنجائش نکل سکے۔ مقالہ نگار کی آرا بہت عجیب وغریب محسوس ہوتی ہے۔ وہ سگے اور سوتیلے بھائیوں کو میراث میں یکساں حصہ دار قرار دیتے ہیں، اجماع امت کے برعکس والد کی موجودگی میں بھائیوں کو مستحقِ وراثت ٹھہراتے ہیں۔ جس طرح اولاد کی موجودگی میں میاں بیوی کا حصہ کم ہوجاتا ہے بالکل اسی طرح بہن بھائیوں کی موجودگی میں بھی ان کے نزدیک میاں بیوی کے حصے میں کمی آنی چاہیے۔ بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو وارث قرار دیتے ہیں۔ عول کے مسئلے میں وہ جمہور صحابہ کرامؓ اور بعد کے فقہا کی اجماعی رائے کے برعکس حضرت ابن عباسؓ کی شاذ رائے کو ترجیح دیتے ہیں، یہ اور اس طرح کے کئی مسائل امت کے متواتر عمل کے صریح خلاف ہیں جن کا جائزہ تفصیلی بحث کا تقاضا کرتا ہے، یہ مختصر تبصرہ اس کا متحمل نہیں۔

''معاشی مسائل اور قرآنی تعلیمات'' ایک اچھی علمی کاوش ہے۔ اسلامی معاشیات کی صحت و ثقاہت کا انحصار بڑی حد تک اس امر یہ ہے کہ اسے قرآنی اصولوں پر استوار کیا جائے۔ اسلامی معاشیات کے اصول اگر مروج سیکولر معاشیات سے لیے جائیں گے تو اسلامی معاشیات اپنی درست سمت کھو بیٹھے گی۔ اس لحاظ سے یہ اچھی کوشش ہے کہ اس میں جدید معاشی تصورات و مسائل کا مطالعہ قرآن کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

ادارہ علوم القرآن اس کاوش کے لیے بجا طور پر تحسین و مبارکباد کا مستحق ہے۔ ❁